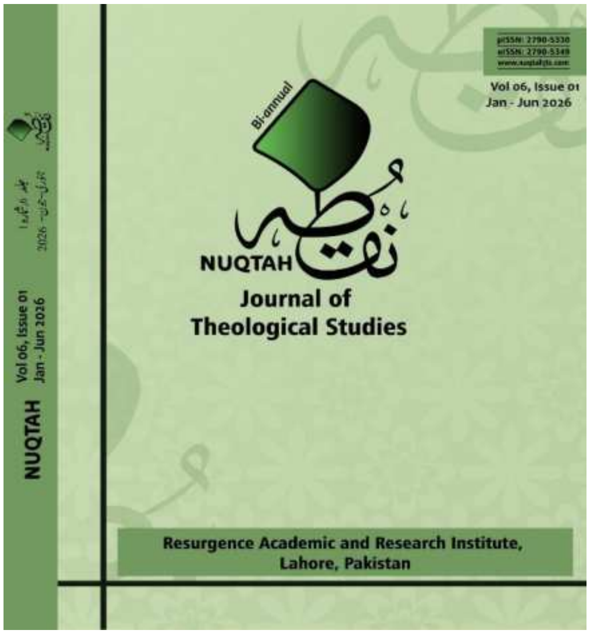

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

اسلام میں معاشرتی ذمہ داریوں کا تصور اور عصر حاضر میں ان کی اہمیت۔اسلامی شریعت کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Social Responsibilities in Islam and Their Contemporary Relevance: An Analytical Study in Light of Islamic Shariah

Ghulam Hyder Teewno

Ph.D. Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Sindh, Pakistan

Email: ghulamhyder.teewno@usindh.edu.pk

ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7535-4063

Manzoor Alam Bhutto

Assistant Professor, Government Degree College Madeji, Shikarpur, Sindh, Pakistan

Email: alambhutto@gmail.com

ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3623-5587

Published online: 15 Apr, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

Human life is inherently social, with individuals depending on family and community from birth for nourishment, education, livelihood, and personal development- Social institutions enable personality growth, human safety, and the fulfillment of basic needs- This paper examines the concept of social responsibilities in Islam and analyzes their contemporary relevance in light of Islamic Shariah- Drawing on primary sources including the Qur'an and Hadith, it explores how Islamic teachings establish standards for fulfilling social obligations while safeguarding human rights- The study argues that Islam integrates social responsibility with the promotion of goodness, love, and peace as foundational values for a cohesive society- The analysis highlights the framework Islam provides for balancing individual rights with collective duties, offering insights applicable to present-day social challenges-

Keywords: Social responsibilities; Islamic Shariah; human rights; Qur'an; Hadith; social cohesion

تعارف:

معاشرہ کو عربی زبان میں مجتمع کہتے ہیں، جو اسم فاعل کا صیغہ ہے۔اس کے حروف اصلی (ج+م+ع) ہیں، جس کے معنی اکٹھا کرنا، جمع کرنا، ضم ہونا اور آپس میں ایک دوسرے سے ملنے کے ہیں۔[1] انسانی معاشرہ سے مراد وہ معاشرہ ہے، جہاں لوگ ایک دوسرے سے مل جل کر ایک ساتھ رہیں۔[2] انسان اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں، ان کا ایک دوسرے سے باہمی تعلق و رابطہ اور اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں ایک دوسری کی مدد کرنا انسانی معاشرہ کہلاتا ہے۔جو ایک دستور اور ضابطے کے تحت چلتا ہے جس میں ہر فرد کو رہنے، سہنے، ترقی، حصول مقصد اور فلاح وبقا کے لیے مواقع میسر ہوتے ہیں اور اپنے روزمرہ کے کام اور معاملات انہی اصول اور ذمہ داریوں کے تحت سرانجام دیتے ہیں۔ انسان کے ارد گرد تعلقات کے مختلف دائرے کھینچے گئے ہیں۔ان دائروں میں ایک دائرہ معاشرے کا بھی ہے جس میں وہ اٹھتا بیٹھتا اور کام کرتا ہے، اور جو اس کی ضروریات زندگی کی کفالت میں اس کا مددگار بنتا ہے۔اس میں اس کے ہمسایہ، دوست واحباب، رفقائے کار، ہم پیشہ اور ہم مکتب شامل ہیں۔اور اگر انسان کی پیدائش کے مقصد کو مدنظر رکھا جائے تو ایک ذمہ دار مثالی معاشرے کی ضرورت اور اہمیت خود بخود روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ جس کے تمام افراد اپنی اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے مکمل آگاہ ہوں۔اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں سے ایک انسان ہی ہے جو اس زمین پر اجتماعی اکٹھا رہنا پسند کرتا ہے۔اللہ تبارک وتعالی نے قرآن حکیم میں اس حقیقت کا ذکر کیا ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا"۔[3]

"اے انسانو: ہم نے تم لوگوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے تخلیق کیا ہے اور پھر ہم نے تمہاری برادریاں اور قومیں بنائیں تاکہ تم لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکو"۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا۔[4]

"ہم نے ان کی درمیان میں دنیا کی زندگی کی روزی بانٹ دی ہے۔اور ہم نے ان کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں"۔

اس لئے دین اسلام نے بھی ذمہ دار مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے بہت تاکید کی ہے۔رسول اکرم ﷺ نے انفرادی زندگی اور الگ تھلگ رہنے کے بجائے اجتماعیت اور آپس میں مل جل کر رہنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ید اللہ علی الجماعۃ۔ اللہ کا ہاتھ اجتماعیت پر ہے[5]-ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: الْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ۔ اجتماعیت رحمت اور انفرادیت عذاب ہے۔[6]

معاشرتی ذمہ داریوں کی اہمیت:

دنیا کے تمام مذہب معاشرتی ذمہ داریوں کی ضرورت واہمیت پر متفق نظر آتے ہیں، کیونکہ جس معاشرہ کے لوگ آپس میں ایثار وقربانی، احسان، حسن معاملات، اخوت ومحبت، رواداری، عفو ودرگذر، نرم مزاجی، بھائی چارہ جیسے صفات سے مالامال ہوتے ہیں، لوگ اپنے اپنے فرائض اور ذمہ داریاں بخوشی ادا کرتے ہیں تو وہ معاشرہ خوشحال ہوتا ہے۔اور جس انسانی معاشرہ کے افراد غیر ذمہ دار ہوں اور ان کی پہچان دھوکہ فریب، جھوٹ، بددیانتی، ظلم، زیادتی، غلاوغیبت، بدعہدی بن جائے تو اس معاشرے اور قوم کو تباہی وبربادی سے کوئی نہیں روک سکتا۔اس لئے اسلام ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جس میں رہنے والے تمام انسان اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے واقف ہوں اور وہ سب کے سب ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی اور بھلائی چاہنے والے اور عفو ودرگذر سے کام لینے والے ہوں، ان کی پہچان ایثار، قربانی، احسان، مروت، رحمدلی اور سچائی ہو، منافقت، مفاد پرستی، حسد جیسے اخلاقی بیماریوں سے کوسوں دور ہوں۔

قوموں کے عروج اور زوال پر تحقیق کرنے والے عظیم محقق علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ ابن خلدوں میں ذکر کرتے ہیں کہ دنیا میں ترقی اور عروج حاصل کرنے والی قوم ہمیشہ معاشرتی ذمہ داریوں اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی حامل ہوتی ہے۔[7] معاشرتی ذمہ داریوں کا درس اسلام کا آفاقی پیغام ہے اور یہ پیغام یہاں تک دیا گیا کہ انسانوں کی بھلائی کے لیے معمولی سے معمولی کام کو بھی حقیر نہ جانو، ایک شخص کو جنت میں صرف اس وجہ سے داخل کیا گیا کہ اس نے راستے سے وہ درخت کاٹ دیا جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔[8]

آپ ﷺ کے بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ آپ انسانوں کو معاشرتی ذمہ داریوں کی تعلیم کو دیں، اور ان کی اصلاح وتربیت اور تزکیہ کریں۔ارشاد ربانی ہے:

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ“۔[9]

”بیشک اللہ نے احسان کیا مومنین پر ان میں سے رسول بھیجا ان کے لئے جو ان کی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔دراصل وہ اس سے پہلے صریح ضلالت میں تھے“۔

آپ ﷺ نے نہ صرف معاشرتی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا بلکہ اس کی فکری بنیادیں بھی فراہم کیں اور یہ اصول وضع کیا گیا ہے کہ کوئی بھی عمل چاہے اسکا تعلق قول سے ہو یا عمل سے اگر معاشرے کی فلاح وبہبود کے حق میں ہے تو نیکی ہے اور اگر معاشرے کے خلاف ہے تو وہ شر وفساد میں شامل، اللہ پاک نے جتنے بھی رسول اور نبی اس دنیا میں بھیجے ان سب نے انسان کو عبادت کے ساتھ ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائگی کی تعلیم وتربیت دی، اور انسانوں کو بار بار معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائگی کے لئے یاددہانی کرائی گئی۔

”فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى“۔[10]

”تم نصیحت کرو اگر نصیحت فائدے مند ہو“۔

اسلام کے معاشرتی ذمہ داریوں کی تعلیم کے احساس کا اس سے اندازہ لگائیں اسلام نے انسانوں کو تو کیا جانوروں کو بھی کسی قسم کی تکلیف دینے سے منع کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا:

”وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ“۔[11]

”جب تم جانور ذبح کرنے لگو تو بہتر طریقے سے کرو اور چھری کو تیز کرو۔تاکہ جانور کسی اذیت کا سامنہ نہ کرے“۔

انفرادی معاشرتی ذمہ داری:

معاشرتی ذمہ داریوں میں سب سے پہلے یہ لازمی ہے کہ فرد کی اپنی انفرادی ذمہ داریوں کی تربیت کی جائے تاکہ معاشرے کی عمارت کی ایک ایک اینٹ اچھی طرح مضبوط اور مستحکم ہو، معاشرے میں اگر ہر فرد اپنی اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور اس کو ادا کرنے کی فکر کرے تو معاشرے کی دوسرے لوگوں کو تکلیف اٹھانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ اس لئے قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے اس کی انفرادی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

"عن ابن مسعود : عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : لا تزول قدما ابن آدم يوم القيامة حتى يسأل عن خمس عن عمرك فيما أفنيت وعن شبابك فيما أبليت وعن مال من أين كسبته وفيما أنفقته وما عملت فيما علمت"۔[12]

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کے قدم قیامت کے دن اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے 'عمر کے بارے میں کہ اس کو کہاں فنا کیا؟ جوانی کے بارے میں کہ اس کو کہاں کھپایا؟ مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور اس کو کہاں خرچ کیا؟ علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا؟"۔

جو لوگ انسانی معاشرے میں اپنی انفرادی اصلاح کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں اللہ کے رسول اکرم ﷺ نے ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

"اضمنوا لي ستا من أنفسكم أضمن لكم الجنة اصدقوا إذا حدثتم وأوفوا إذا وعدتم وأدوا إذا ائتمنتم واحفظوا فروجكم وغضوا أبصاركم وكفوا أيديكم"۔[13]

اگر تم مجھ کو 6 باتوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

جب بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو وفا کرو، امانت میں خیانت نہ کرو، شرم گاہ کی حفاظت کرو، اپنی نظر کو نیچے کرو، اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکو۔

گھر والوں کی معاشرتی ذمہ داری:

عائلی زندگی انسانی معاشرت کا بنیادی ادارہ ہے جہاں سے خاندان جنم لیتا ہے انسانی معاشرہ میں خاندان کی معاشرتی ذمہ داریوں کی اہمیت وضرورت بہت زیادہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا"[14]۔

"اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"۔

معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ گھر کے ہر فرد کی تربیت کی جائے کہ وہ معاشرتی ذمہ داریاں خود بہ خود ادا کرے اور اسلام نے گھر کے سربراہ کو اس کا ذمہ دار بنایا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته[15] ۔

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

اولاد کی تربیت کی معاشرتی ذمہ داری:

انسان کی اصلاح و تربیت کے لیے اسکے ابتدائی سال بہت زیادہ اہمیت کے ہوتے ہیں جتنا انسان اس عمر میں سیکھتا ہے پھر پوری زندگی میں نہیں سیکھتا اس عمر میں بچے اپنے کانوں سے نہیں سنتے بلکہ اپنے آنکھوں سے سنتے ہیں، اس لئے یہ عمر انسان کی اصلاح و تربیت کے لیے بہت مفید ہوتی ہے اور والدین کو اس میں بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اس عمر میں والدین کی کوتاہی معاشرے کی بربادی اور زوال کا سبب بن سکتی ہے۔

مولانا محمد شفیعؒ لکھتے ہیں کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرنا جس کے نتیجے میں اولاد فکر آخرت سے غافل ہو کر برائیوں اور بداخلاقیوں مین مبتلا ہو وہ قتل اولاد سے کم نہیں۔[16] اولاد کی اصلاح و تربیت میں محبت وشفقت کے اصول کو اپنایا جائے۔ آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے بے مثال محبت تھی۔ جب بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا آپ ﷺ سے ملنی آتی تھی تو حضور اکرم ﷺ "قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ"[17] "اٹھ کر ان کا استقبال کرتے تھے ان کو پیشانی پر بوسہ دیتے تھے اور ان کا ہاتھ تھامتے تھے اور انکو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے"۔

اس طرح آپ ﷺ حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے تھے کہ: **إني أحبه فأحبه وأحبب من يحبه**۔[18]

"اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور تو بھی ان سے محبت فرما، اور اسکو بھی محبوب کر، جو ان سے محبت کرتا ہے"

آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی اصلاح و تربیت اچھے اخلاق سے کرتے تھے اور ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''**خيركم خيركم لأهله و أنا خيركم لأهلي**''[19]۔ ''تم میں سے اچھا وہ ہے جو گھر والوں کے لئے اچھا ہے، اور میں تم لوگوں سے اپنے اہل کے لئے سب سے اچھا ہوں''۔

والدین سے حسن سلوک کی ذمہ داری:

خاندان میں والدین معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ احسان کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ قرآن پاک کی مختلف آیات اور متعدد احادیث رسول ﷺ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے توحید کی بعد سب سے زیادہ اس بات کی تاکید کی گئی ہے۔

''وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا''۔[20]

''اور تیرے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سواء کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے اچھا سلوک روا رکھو، اور اگر ان میں سے دونوں یا ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انھیں اف بھی نہ کہو، اور نہ انکو جھڑ کو اور ان سے احترام سے بات کرو''۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''**هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ**''[21]۔ والدین تیرے لیے جنت ہیں یا دوزخ۔

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**رضي الرب في رضى الوالد وسخط الرب في سخط الوالد**''[22]۔

''اللہ تعالی کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے''۔

اعزہ واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کی ذمہ داری:

والدین کے بعد معاشرے میں انسان کا سب سے زیادہ واسطہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ پڑتا ہے اس لئے معاشرتی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا جائے اسلام نے اس کو صلہ رحمی کا نام دیا ہے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اپنے رشتہ داروں سے حسن اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد خداوندہے:

''وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا''[23]۔

''اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم اپنا حق مانگتے ہو ایک دوسرے سے اور (اللہ سے ڈرو) اپنے رشتہ داروں کے معاملے میں بھی''۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ عزیز و قارب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا ان کی امداد کرنا ان پر احسان نہیں بلکہ معاشرتی ذمہ داری ہے۔ جو اللہ نے عائد کی ہے تاکہ معاشرے میں کفالت، تعاون اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔

''عن أبي هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من سره أن يبسط له في رزقه وأن ينسأ له في أثره فليصل رحمه''[24]۔

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراوانی اور اس کے موت میں دیر ہو تو وہ اپنے رشتہ داروں سے صلح رحمی کرے''۔

ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ **''لا يدخل الجنة قاطع''**[25]

جو شخص صلہ رحمی (حق قرابت ادا) نہیں کرتا، وہ فرد جنت میں داخل ہی نہیں ہو گا۔

ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کی ذمہ داری:

خاندان کے بعد معاشرے میں پڑوس کا دائرہ آتا ہے، انسان کا معاشرے میں اپنی اولاد، رشتہ داروں کے علاوہ جو سب سے زیادہ تعلق اور واسطہ پڑتا ہے وہ ہمسایوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ہم معاشرتی طور پر اپنے ہمسایوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں اور ان کا خیال رکھیں تو ہمارا معاشرہ رول ماڈل بن سکتا ہے، کیونکہ نیک ہمسایہ باعث برکت اور سعادت ہے جب کہ برا ہمسایہ باعث اذیت ہے۔ اسلام نے پڑوسی کے ساتھ بھی حسن سلوک کی معاشرتی ذمہ داری عائد کی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

''وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ''[26]۔

''تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو اس کے ساتھ 'اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اور رشتہ داروں سے 'اور یتیموں سے، اور مساکین سے اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی سے، اور ساتھ والے صاحب سے، اور مسافر سے، اور جو غلام تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے بھی''۔

''عن عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثَنَّهُ''[27]۔

''رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ سے پڑوسی کے حق کے بارے میں مسلسل وصیت کرتے رہے، مجھے خیال ہوا کہ کہیں اس کو وارث نہ بنادے''۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: **''خير الأصحاب عند الله خيره لصاحبه''**[28]۔

''اللہ پاک کے نزدیک سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے لیے بہتر ہو''۔

جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری:

اسلام نے معاشرتی ذمہ داریوں میں جان و مال کی حفاظت اور عزت و آبرو کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے۔ اسلام یہ نہ کہ صرف اپنے ماننے والوں بلکہ بغیر کسی تفریق رنگ و نسل اور مذہب کے معاشرے کے تمام افراد کے قتل کی سختی سے منع کرتا ہے۔ دین اسلام میں انسان کی جان کی قدر اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے کسی بغیر وجہ کے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا"[29]۔

"جس فرد نے کسی انسان کو بغیر وجہ کے یا زمین پر فساد پھیلانے کے بغیر قتل کر دیا، تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا"۔

اس آیت میں انسان کی جان کی حُرمت کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں مرد، عورت، امیر و غریب، مسلم اور غیر مسلم کی کوئی بھی تخصیص شامل نہیں ہے۔ حرمت جان کے حوالے سے اسلام نے قرآن مجید میں دوٹوک فیصلہ سنا دیا ہے۔

"وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا"[30]۔

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کریگا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"۔

انسانی جان و مال کا تحفظ ایک بنیادی حق ہے، وہ معاشرہ کبھی بھی فلاحی معاشرہ نہیں کہلا سکتا جہاں پر ہر فرد کو ہر وقت اپنی جان اور مال کا خطرہ رہتا ہو، اسی معاشرے میں فرد کی تعمیری کارکردگی متاثر ہوتی ہے، اس لیے اسلام ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے جہاں اخوت انسانی کا راج ہو، اگر کسی فرد کو کانٹا بھی چبھ جائے تو دوسرے انسان اس کی تکلیف کو محسوس کریں۔

حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو یوم نحر کو خطبہ دیتے وقت ارشاد فرمایا کہ "فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا"[31]۔

"بیشک تمہارا مال اور خون اور عزت تم لوگوں پر اس طرح حرام ہے جیسا کہ آج کے دن آج کے اس مہینے اور اس شہر کی حرمت ہے۔

یتیموں کی کفالت کی ذمہ داری:

اسلامی معاشرے میں ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ یتیم بچے کو آغوش محبت میں لیں، اسے پیار کریں اس کی ضروریات اور اسکی تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں، اور اس کے متروک مال و اسباب کی حفاظت کریں، اور جب وہ عقل و شعور کو پہنچ جائیں تو پوری دیانت داری سے اس کی امانت اسکو واپس کر دی جائے اور ان کی شادی اور خانہ آبادی کا اہتمام کیا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ وَ ابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ"[32]۔

"اور بے وقوف کو اپنا مال جس کو خدا نے تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا ہے نہ پکڑا دو۔ اور ان کو کھلاتے پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کرو اور یتیموں کو جانچتے رہو۔ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں تو ان میں اگر ہوشیاری دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو"۔

یتیم کی عزت نہ کرنے والے اور اس کی بھوک پیاس کا احساس نہ کرنے والے کے بارے میں قرآن مجید کے اندر متعدد مقامات پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۔ فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ"[33]۔

"کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو انصاف کو جھٹلاتا ہے اور وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے"۔

یتیم بچے کا احترام واکرام اور پیار ومحبت اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر کیا جائے تاکہ اسے اپنے باپ کی عدم موجودگی کا احساس نہ ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ''۔[34] ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں دو انگلیوں کی طرح قریب ہونگے''۔

بیوہ کی کفالت کی ذمہ داری:

بیوہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو تو وہ کمزور اور پریشان حالت میں ہوتی ہے، اس کی کفالت اور چین وسکون کا ذریعہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی اولاد رعایت سے محروم ہو جاتی ہے، وہ عورت معاشرے میں درد اور تلخی محسوس کرتی ہے اور اب اس کا ذریعہ معاش کمانے والا کوئی بھی نہیں ہوتا تو دین اسلام معاشرے کے باقی لوگوں کو اس عورت کی کفالت کی ذمہ داری دیتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ''[35]۔ ''

بیوہ اور مسکین عورتوں (کے کاموں) کی کوشش اور محنت کرنے والا فرد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے فرد کی طرح ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بارے میں جہاں عبادت کا ذکر ہے وہاں یہ بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ ''ولا يأنف أن يمشي مع الأرملة والمسكين فيقضي له الحاجة''[36]۔ ''بیواؤں اور مساکین کی ضرورت پوری کرنے کے لیے ان کے ساتھ چلنے میں کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرتے تھے''۔

محتاجوں اور بے سہارا لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری:

محتاجوں اور بے سہارا لوگوں کی معاونت کرنا اسلام کا بنیادی اور اہم درس ہے معاشرے کے بے سہارا لوگوں کی دلجوئی کرنا اور ان کی روزمرہ کی ضروریات کو فراہم کرنا اسلام نے کار ثواب کا ذریعہ بتایا ہے، انسانی معاشرے میں ایسے مواقع ضرور آتے ہیں کہ انسانوں کو ایک دوسرے کا دست نگر بننا پڑتا ہے اور ایک دوسرے سے مدد لینی پڑتی ہے۔ ایسے وقت میں انسانی معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ مصیبت کے وقت میں انسان کی حاجت روائی کرے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا دوسرے لوگوں کے مالوں میں حق مقرر ہے ارشاد ربانی ہے: ''وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ''۔[37] ''اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور محروم لوگوں کے لیے حق ہے''۔

معاشرے کا کوئی بھی فرد ضرورت مند خواہ وہ جسمانی، مالی یا عملی مجبوری کے ہاتھوں سوال کرنے پر مجبور ہو گیا ہو تو وہ سائل ہے اور اس کو انکار یا جھڑکنے سے منع کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ''وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ''[38]۔ ''اور تو سوال کرنے والو کو جھڑکا نہ کر''۔

حدیث مبارکہ میں بھی مذکورہ حکم کی تائید پائی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ۔[39]

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری (مدد) کرنے میں لگا رہے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا۔

معاشرتی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ذمہ داری ہے کہ محروم ومحتاج اور مصائب کے شکار افراد کی مدد کی جائے۔ اس سے معاشرے میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گا۔ اللہ پاک نے مالدار انسان کو اپنے مال میں سے کچھ حصہ زکوٰۃ اور صدقات کی صورت میں معاشرے کے محتاج اور غریب لوگوں کو دینے کا حکم صادر فرمایا ہے، جس سے انکی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، جس کا بنیادی مقصد معاشرے میں مالی مساوات قائم کرنا ہے، اس سے معاشرے میں اتحاد واتفاق برقرار رہتا ہے اور معاشرے کے افراد کے درمیان ایک جبری تعاون ہے تاکہ سماج میں کوئی بھی بھوکا نہ سوئے۔

تعلیم وتربیت کی معاشرتی ذمہ داری:

انسانی معاشرے میں تعلیم وتربیت کی اہمیت بہت زیادہ ہے، تعلیم مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب ہر ایک کا بنیادی حق ہے، علم ہر دور میں تہذیب وتمدن کو نکھارتا اور نشو ونما دیتا ہے، اس لیے علم کے زیور سے آراستہ ہونا ہر دور میں انسان کا فطری حق رہا ہے، معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ جس حد تک ہو سکے علم حاصل کرے، پھر اپنے قریب آس پاس کے لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لیے کوشش کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ''[40]۔''علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

علم اللہ کی خشیت دیتا ہے علم کا حاصل کرنا عبادت اور علم کا پڑھنا تسبیح اور علم کی جستجو کرنا جہاد ہے اور ان پڑھ کو علم سکھانا صدقہ ہے۔

معاشرے میں والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت دیں اور ہنر سکھائیں تاکہ وہ ہنر مند ہو کر روزگار سے لگیں اور معاشرے کے لیے فائدہ مند فرد بن کر زندگی بسر کر سکیں۔ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ انسانی سیرت اسی مدد سے ہی بنتی ہے۔ اس لیے معاشرتی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کی تعلیم وتربیت کا مکمل انتظام کیا جائے۔

غیر مسلموں کی حفاظت کی ذمہ داری:

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، اسلامی معاشرے میں کسی غیر مسلم پر جبر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی غیر مسلموں سے ان کے مذہب کے حوالے سے کسی قسم کا کوئی غیر مساوی یا حقارت آمیز سلوک روا رکھا جاتا ہے، بلکہ ان کے جان ومال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی معاشرہ پر ہوتی ہے، اور ان کی عبادت گاہوں اور مذہب کا احترام لازم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ''[41]۔

''اور اہل کتاب سے حجت نہ کرو مگر احسن طریقے سے''۔

اسلامی معاشرے میں غیر مسلم کے ساتھ جو مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے خلاف کسی سازش یا منفی سرگرمی میں شامل ہوں تو ان کے ساتھ خیر خواہی حسن سلوک مروت اور رواداری کی تعلیم دی گئی ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

''لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ''[42]۔

''اللہ تم کو نہیں روکتا ان لوگوں کے لئے جو تم سے دین میں نہیں لڑتے اور نہیں نکالا تم کو تمہارے گھروں سے کہ تم ان سے انصاف اور بھلائی کرو''۔

اسلام نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ ان کے مذہب کو برا بھلا بھی نہ کہو کہیں یہ غیر مسلم بھی اللہ کو بے ادبی اور بے سمجھے برا کہنے لگیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''**من قتل نفسا معاهدة بغير حلها حرم الله عليه الجنة**''[43]۔''جس نے کسی ذمی شخص کو قتل کیا اس کے قتل کے حلال کے بغیر اللہ پاک نے اس پر جنت حرام کر دی''۔

راستے کی معاشرتی ذمہ داری:

معاشرتی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ کسی بھولے بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانا اور راستے میں پڑی ہوئی ضرر رسان چیز کو ہٹانا، اسلام نے معاشرتی ذمہ داریوں میں راستہ کے حق کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے، تاکہ مسافروں کو راستہ میں سفر کے دوران کسی چیز کی پریشانی کا سامنہ نہ کرنا پڑے، اس لیے کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کرنا بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ یہ کوئی عام صدقہ نہیں ہے بلکہ اتنا بڑا خیر اور اچھا عمل ہے کہ جو کسی فرد کی مغفرت کے لیے ہی کافی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ“[44]۔

راستہ میں پڑی کانٹوں بھری ٹہنی ایک شخص کو نظر آئی۔ اس شخص نے اس کو راستے سے ہٹادیا۔ اس عمل پر اللہ تعالی نے اس فرد کی مغفرت کر دی۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی سے مسکرانا صدقہ ہے۔ تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور تمہارا کسی ایسے شخص کو ایسی سرزمین میں راستہ بتانا جہاں لوگ راستہ بھول جاتے ہیں تمہارے لیے صدقہ ہے اور تمہارا کسی ایسے شخص کی مدد کرنا جس کی بصارت خراب ہو تمہارے لیے صدقہ ہے اور تمہارا راستہ سے پتھر ہٹانا، کانٹا ہٹانا یا ہڈی وغیرہ ہٹانا تمہارے لیے صدقہ ہے اور تمہارا اپنا ڈول ڈال کر اپنے بھائی کے لیے پانی نکال کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا بھی تمہارے لیے صدقہ ہے۔[45]

ماحول کی حفاظت کی ذمہ داری:

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اسلئے ہماری معاشرتی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ماحول کو پاک صاف رکھیں۔ کوڑا کرکٹ اور گندگی نہ پھیلائیں۔ انسانی معاشرے کی صحت اور تندرستی کے لیے کھلی اور صاف فضا میں سانس لینا ضروری ہے۔ ہوا انسان کی بقا کے لیے ایک اہم فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس لیے ہوا کو آلودہ ہونے سے بچانا انسانی معاشرے پر لازم اور فرض ہے۔ اس طرح انسان کی زندگی کے لیے پانی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالی نے بھی پانی کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ ”فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ“[46]۔ ”پھر آسمان سے ہم نے تم پر پانی برسایا اور وہی ہم تم کو پلاتے ہیں۔ اور اس پانی کا ذخیرہ تمہارے بس میں نہیں ہے“۔

اس کائنات میں روشنی، پانی، ہوا، مٹی، نباتات اور حیوانات سے انسان شعوری طور پر غیر شعوری طور فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اسلام نے ان چیزوں کی حفاظت اور نشو و نما کی ترغیب اور حکم دیا ہے اور ان چیزوں کو بلا وجہ نقصان دینے سے منع فرمایا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ماحول کو تحفظ اور قدرتی نظام توازن کو اصلی حالت میں بحال کرنا آج کے انسان کے لیے چیلنج ہے۔ اس ماحول کی حفاظت کی ذمہ داری انسانوں پر ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے نباتات کی اہمیت کے بارے میں کاشتکاری کی تعلیم دی ہے، جب بھی کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیتی باڑی کرتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان، جانور یا کوئی پرندہ کھاتا ہے تو یہ سب اس فرد کے لیے صدقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے بذاتِ خود شجر کاری مہم میں حصہ لیا اور اپنے ہاتھوں سے سینکڑوں درخت لگائے اور شجر کاری مہم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

قانون کے احترام کی ذمہ داری:

کسی بھی معاشرے کی ترقی اور زوال کا راز اسکے قانون پر عمل درآمد میں مضمر ہے۔ جس معاشرے میں قانون کا احترام نہ ہو تو اس معاشرے میں افراتفری اور انتشار پھیل جاتا ہے۔ جس سے پورے معاشرے میں اور قوم کی زندگی بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ“[47]۔ ”اللہ پاک کی زمین میں فساد مت پھیلاؤ“۔

دین اسلام نے قانون کے احترام اور پابندی کی بہت تاکید کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں جب شراب کی حرمت کا حکم آیا اور اعلان کیا گیا تو اس وقت صحابہ کرامؓ نے شراب کے سارے مٹکے مدینے کی گلیوں میں بہادیے اور شراب کے سارے برتن توڑ دیے۔ اللہ پاک نے بھی حکم دیا ہے: "أَطِيعُواْ اللَّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ"۔[48]

"اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور اپنے امیروں کی"۔

دین اسلام لوگوں میں یہ تصور اور احساس پیدا کرتا ہے کہ اگر وہ کسی دھوکے یا فریب یا اپنے اثر و رسوخ سے دنیا میں قانون کی گرفت سے بچ بھی گئے تو آخرت میں خدا کی گرفت سے ان کو کوئی بھی بچا نہیں سکتا۔ اسلام کی عبادات نماز روزہ، قانون کی پابندی اور احترام کا درس دیتی ہیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری:

انسانی معاشرہ میں ہر انسان اس چیز کا ذمہ دار ہے کہ وہ اپنے معاشرہ کو پاکیزہ بنانے میں کردار ادا کرے۔ جس سے معاشرہ امن و خوشحالی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور معاشرے کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ خوش و خرم زندگی بسر کرتا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو بھی معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے کی خاص تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ[49]

تم لوگ بہترین امت ہو، جس کو (معاشرے کے) لوگوں کے مفاد کے لیے بنایا گیا ہے۔ تم لوگ (معاشرے میں) نیکی کا حکم اور برائی سے روکتے ہو اور خدا واحد پر ایمان رکھتے ہو۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے بنیادی معاشرتی ذمہ داریوں کو بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ[50]

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں باہم مددگار ہیں وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ کو ادا کرتے ہیں اور اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے معاشرے کو پاکیزہ اور اعلیٰ بنانے کے لیے ذمہ داری کی نشاندہی فرمائی اور فرمایا کہ: "**من رأى منكرا فلينكربيده ومن لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان**"[51]۔

"تم لوگوں میں سے جو فرد (معاشرے میں) برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ (طاقت) سے روکے اور اگر اس کو ہاتھ سے روکنے کی قوّت نہیں ہے تو زبان سے اس برائی کو روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں تو اپنی دل میں اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

سماجی ذمہ داریاں:

انسانی معاشرہ میں ایک انسان کا دوسرے انسان سے تعلق اور واسطہ رہتا ہے۔ ان کی خوشی اور غمی کا معاشرے پر گہرا اثر پڑتا ہے، کیونکہ انسانی معاشرے کے تمدن کی بنیادیں باہم اشتراک اور تعاون پر رکھی گئی ہیں، اس معاشرے میں ہر فرد دوسرے فرد کی مدد اور تعاون کا محتاج ہے، اور معاشرتی زندگی کا چین و سکون ایک دوسرے کی حمایت پر منحصر ہے۔ اگر معاشرے کا ایک فرد بھوکا ہے تو دوسرے فرد پر لازم ہے کہ اپنے کھانے پینے میں اس کو شریک کرے، اگر بیمار ہے تو اس کی تیمارداری کرے، اگر مصیبت اور مشکلات کا شکار ہے تو اس کا مداوا کرے، اور باہمی تعاون و ہمدردی اور حسن سلوک کے اٹوٹ بندھن میں یکجا ہو کر اتفاق و اتحاد کا مظہر بن کر "وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

خَصَاصَةٌ"[52] کی عملی زندگی بن جائیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا[53]" مومنین کی مثال آپس میں ایک دیوار کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔

اگر معاشرے کے افراد فسادی، اخلاقیات سے عاری ہوں گے تو معاشرے کی عمارت بھی کمزور اور کھوکھلی ہوگی اس لئے اسلام نے انسانی معاشرے کو پر سکون اور خوشحال بنانے کے لئے جن معاشرتی ذمہ داریوں کا حکم دیا ہے میں سے کچھ اہم یہ ہیں۔

سچائی:

سماجی و معاشرتی ذمہ داریوں میں سب سے پہلے سچائی کو اہمیت ہے۔ یہ ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس کو سلیم الفطرت ہر شخص اور دنیا کے تمام مفکرین اور فلسفیوں نے تسلیم کیا ہے۔ معاشرے کے اندر اجتماعی اور انفرادی سطح پر سچ بولنے کی تعریف کی گئی ہے اور اس کی اہمیت اور حیثیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ظاہر ہے دین اسلام سے زیادہ کون سچائی اور سچ کی بات کا داعی ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے: "وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا"[54]۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی سچی بات ہے۔

اور ہمیں بھی حکم دیا گیا ہے کہ معاشرے میں ہمیشہ سچے لوگوں کا ساتھ دیں۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"[55]۔

"اے ایمان والو اللہ کا خوف کرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ۔[56]

سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی پھر جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

دیانت داری:

قرآن و حدیث میں دیانت کے لیے کافی مقامات پر تاکید کی گئی ہے اور یہ صفت انسانی معاشرے میں اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ صداقت کا تعلق قول و فعل سے ہے، دین اسلام کے اندر امانت داری کی تعریف کی گئی ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ"[57]۔

"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں خیانت نہ کرو جان کر"۔

اس آیت کے تفسیر میں مولانا ابوالکلام رحہ لکھتے ہیں کہ اس سے مقصود وہ ساری خیانتیں ہیں جو امت کی اجتماعی مقاصد اور مصالح میں کی جائے۔[58]

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ"[59]۔

"حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایک منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اسکی خلاف ورزی کرے اور جب اسکے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے"۔

خیر خواہی:

خیر خواہی سے مراد دوسروں کے بارے میں مثبت سوچنا ہے۔ اور ان کے لیے بھلائی کا اندیشہ رکھنا چاہیے۔ اگر انسانی معاشرہ میں خیر و خواہی کا جذبہ نہ ہوتا تو انسانی معاشرہ کبھی بھی پروان نہ چڑھتا۔ انسانی معاشرے میں خیر خواہی کو پسند کیا جاتا ہے اور خود انسان بھی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔ اللہ کے تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قوم کے لئے خیر خواہ تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: **"أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَ أَنْصَحُ لَكُمْ"[60]۔**

"میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں"۔

اسلامی معاشرے میں ہر فرد کی سوچ اور اس کا عمل معاشرے کی بھلائی اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے ہوتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "إنما الدين النصيحة"[61]۔ "بیشک دین خیر خواہی کا نام ہے"۔

ایفائے عہد:

انسانی معاشرے میں اجتماعی اور انفرادی معاہدہ اور وعدوں کی اہمیت اور ضرورت تمام انسانوں کی ہاں مسلم ہے۔

ایفائے عہد ان اخلاقیات اور اس کے اصولوں میں سے ہے جس کی پابندی اور پاسداری کا حکم ہر قوم اور مذہب دیتا ہے۔

دین اسلام کے اندر اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاہدہ یا وعدہ چاہے انفرادی دو افراد کی آپس میں ہو یا اجتماعی کسی گروہ یا قوم سے ہو دوست سے ہو یا دشمن سے اس کی پاسداری اور پابندی کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ حکم باری تعالی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[62]۔ "اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو"۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے:" وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا"[63]۔ "اور اپنے عہد کو پورا کرو بیشک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

قیصر روم کی دربار میں جب قریش مکہ نے ابوسفیان کی قیادت میں وفد بھیجا تو قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا محمدؐ نے کبھی کسی سے بدعہدی کی ہے؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ کبھی بھی نہیں۔[64]

عدل وانصاف:

عدل وانصاف کی معاشرتی ذمہ داری دین اسلام کی بنیاد ہے۔ جس معاشرے میں عدل وانصاف نہ ہو وہ معاشرہ نہ ترقی کرسکتا ہے اور نہ صالح معاشرہ بن سکتا ہے، اور نہ ہی وہ معاشرہ طویل عرصے تک اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ اس لئے دین اسلام میں اپنے اور غیروں سب کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[65]۔ "بیشک اللہ تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے"۔

بڑوں کی عزت:

رسول اکرم ﷺ نے معاشرے میں ان لوگوں کے خیال رکھنے کا حکم دیا ہے جو ہم سے بڑے ہیں اور خصوصًا وہ جو عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ یہ ایک معاشرتی اصول ہے عمر رسیدہ کی عزت واحترام نہ کیا جائے تو جب ہم اس عمر کو پہنچ جائیں تو ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جس کی ہم نے بنیاد رکھی تھی۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "ما أكرم شاب شيخا لسنه إلا قيض الله له من يكرمه عند سنه"۔[66]

"جو نوجوان شخص کسی بوڑھے کی اسکی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی اس شخص کے لیے ایک مقرر کردیتا ہے جو اس کی عزت کرے گا بڑھاپے کے وقت"۔

رسول اکرم ﷺ کی تربیت اور اصلاح کا نتیجہ تھا کہ مدینہ کی ریاست میں بڑی عمر کے لوگوں کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھا جاتا تھا ،رسول اکرم نے فرمایا کہ: "ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا"[67]۔ "جو فرد چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

سماجی برائیاں جن سے رکنے کی معاشرتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے:

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مقصد لوگوں کو معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور انکے اخلاق حسنہ کو پروان چڑھانا اور برے اخلاق سے بچانا تھا۔ تاکہ معاشرے میں اخلاق حسنہ اور اچھائیوں کو پھلنے اور پھولنے کا موقعہ ملے۔ اور برے اخلاق سیئہ کے لیے سکڑنے اور دبنے کی فضا پیدا ہو۔ اللہ پاک کا حکم ہے کہ: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"[68]۔

''جس چیز کا حکم تم کو رسول دے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے تم کو روکے تو اس سے رک جاؤ''۔

دین اسلام نے ہر فرد پر معاشرتی ذمہ داریاں عائد کی ہیں تاکہ وہ خود بھی ان سماجی برائیوں سے بچے اور باقی لوگوں کو بھی بچنے کا حکم دے۔

جھوٹ:

جھوٹ بولنا اخلاقی پستی اور بدترین گناہ میں شامل ہے اس کو ہر برائی کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ معاشرتی ایک ایسی بیماری ہے جو انسانی معاشرے میں بگاڑ ہی بگاڑ پیدا کرتی ہے جس سے لوگوں میں عداوت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹا شخص معاشرے میں اپنا اخلاق و کردار اور اعتماد کھو بیٹھتا ہے۔

قرآن کی بہت ساری آیات اور احادیث میں جھوٹ بولنے کی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ"[69]۔

''اللہ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا''۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"إِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا"[70]۔

''بیشک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لی جاتی ہے اور ایک فرد مسلسل جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اللہ کے پاس جھوٹا لکھا جاتا ہے''۔

حسد:

ہر سماجی برائی جو معاشرے کا ناسور ہے اور اس کا نقصان معاشرے کو اٹھانا پڑتا ہے۔ انسان کا اپنا نفس بنیادی طور پر معاشرے کے باقی لوگوں سے اعلی وافضل اور برتر رہنا پسند کرتا ہے۔ جب وہ معاشرے میں اپنے سے کسی فرد کو بہتر حال یا منزلت پر دیکھتا ہے تو اس کو شدید ناگوار گزرتا ہے۔ پھر وہ حاسد شخص معاشرے کے اس فرد کی نعمت منزلت اور خوبی کا زوال چاہتا ہے۔ اس لئے اس بری عادت کی قرآن واحادیث میں مذمت کی گئی ہے۔ **"إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ"**[71]۔ اگر تم کو بھلائی ملتی ہے تو ان کو برا لگتا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: **"لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا"**[72]۔

تم آپس میں بغض اور نہ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے دشمنی رکھو بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن جاو۔

ظلم:

ظلم کے انسانی معاشرے پر انفرادی اور اجتماعی اثرات مرتب ہوتے ہیں جس انسانی معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ظلم اور زیادتی کی راہ ہموار ہو جائے وہ انسانی معاشرہ بدامنی اور ناانصافی کا گھوارہ بن جاتا ہے، اس معاشرے میں لوگوں کا ایک دوسرے سے اعتماد اور یقین ختم ہو جاتا ہے، پھر معاشرے کے افراد اپنے اپنے ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دیتے ہیں اور پھر اپنے ذاتی مفاد کو پورا کرنے کے لیے ہر قسم کے اخلاق سے عاری ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **"اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"**[73]۔

''لوگوں: ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے انڈھیروں میں سے ایک اندھیرا ہے''۔

غیبت اور بہتان:

انسانی معاشرے کو جن مذموم عادات نے تباہ و برباد کر دیا ہے ان میں سرفہرست غیبت ہے۔ جس نے اختلافات اور انتشار ہمارے معاشرے میں برپا کر دیا ہے جس سے کوئی مجلس معاشرہ گھریلو زندگی دوستانہ میل جول اجتماعی تعلقات میں زہریلا اثر ڈال دیا ہے کوئی معاشرہ اس سے محفوظ نہیں ہے۔ اس برائی نے معاشرے کے اندر کینہ حسد اور دشمنی میں اضافہ کیا ہے جس معاشرے کے اندر یہ بیماری ہوگی اس کی عظمت اور شہرت کو داغدار بنادیگی یہ بیماری ہمارے کمزور ایمان اور اخلاق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلام نے

معاشرے کے نقصان دہ اخلاق و افکار کی اصلاح کا حکم دیا ہے تاکہ معاشرہ جن اخلاقی بنیادوں پر قائم ہے اس کو استحکام ملے، ارشاد ربانی ہے: ''وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا''[74]۔ ''ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ. قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ''[75]۔

''کیا تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کے اندر اس عیب کو بیان کرو جس کے بیان کو وہ پسند نہ کرے آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول اگر وہ عیب اس بھائی کے اندر موجود ہو تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اس میں موجود ہو تو وہی غیبت ہے اگر اس میں موجود نہ ہو تو وہ بہتان ہے''۔

غصہ اور عدم برداشت:

اللہ پاک نے انسانی فطرت میں احساسات و جذبات شامل کئے ہیں، جن کا اظہار کبھی کبھار ہمارے رویوں سے ہوتا ہے خوشی کے موقع پر پسندیدہ اور ناپسندیدہ مواقع پر جذبات اور غصہ کا اظہار کرتا ہے بچپن سے بڑھاپے تک اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے، غصہ ایک جذباتی اور منفی اثر ہے جس پر قابو نہ پانے کی صورت میں دوسروں کے ساتھ اکثر لوگ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں، اس لئے اسلام نے ہمیں انتقام اور غضب کے وقت صبر اور سکون سے معاشرے میں رہنے کی تلقین ہے تاکہ انسانی معاشرے کے اندر انتشار نہ پھیلے۔ ''الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ''[76]۔

جو لوگ خوشحالی اور تنگی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پینے والے ہیں اور انسانوں سے در گزر فرمانے والے ہیں اللہ ایسے احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔ ''وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ''[77]۔ ''اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو وہ (لوگوں) کو معاف کر دیتے ہیں''۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''بہادر وہ فرد ہے جو غضب کے وقت اپنی نفس کو قابو میں رکھے''۔[78]

بخل:

بخل کی معنی کنجوسی ہے جہاں خرچ کرنا لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل اور کنجوسی کہلاتا ہے، یہ ایک مذموم صفت ہے جس فرد میں یہ صفت اور بیماری آجائے وہ فرد خود کو تمام چیزوں کا مالک اور مختار سمجھتا ہے، اور کسی کو اپنے مال اور صلاحیت سے کچھ بھی دینا پسند نہیں کرتا، اسلام کی معاشرتی تعلیمات یہ شامل ہے کہ انسان اپنی دولت اپنے گھر والوں رشتہ داروں عزیز واقارب پر خرچ کرے، اور بخل یہ ہے کہ دولت کو گن گن کر رکھے اور اپنے مال پر سانپ بن کر رہے، اور انسانیت اس کے فیض سے محروم رہے، بخیل شخص اخلاقی معاملات اور رویوں میں بھی تنگ نظر ہوتا ہے، وہ شفقت، احسان، حسن سلوک، سخاوت اور رواداری جیسی صفات نے بلکل محروم ہوتا ہے۔ دین اسلام نے انسانی معاشرے کو محبت احسان شفقت اور فیاضی جیسی صفات دی ہیں، اور جو لوگ اللہ کی راہ خرچ نہیں کرتے ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ ''وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ''[79]۔

''جو لوگ سونا اور چاندی کو گن گن کے جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک سزا کی خوشخبری بتاؤ''۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا''[80]۔

''جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو بھی اللہ نے اپنے فضل سے انکو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں ایسے کفران نعمت کرنے والے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے''۔

''وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ''[81]۔

''جس شخص نے اپنے نفس کو حرص (لالچ) سے بچالیا تو ایسے لوگ ہی دراصل کامیاب ہیں''۔

"عن أبي هريرة : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال السخي قريب من الله قريب من الناس قريب من الجنة قريب من النار والبخيل بعيد من الله بعيد من الناس قريب من النار ولجاهل سخي أحب إلى الله عز و جل من عابد بخيل[82] "۔

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخی شخص اللہ تعالی کے نزدیک ہونے کیساتھ ساتھ انسانوں کے بھی نزدیک ہوتا ہے، اسی لئے وہ (سخی) شخص جنت کے بھی قریب اور جہنم کی آگ سے دور ہوتا ہے، جبکہ بخیل شخص اللہ سے بھی دور اور دوسرے لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے، اسی لئے وہ (بخیل) جنت سے بھی دور اور جہنم کی آگ کے قریب ہوتا ہے، اور ایک جاہل فرد لیکن سخی انسان اللہ پاک کو ایک عابد بخیل فرد سے زیادہ محبوب ہوتا ہے"۔

ناپ تول میں کمی:

انسانی معاشرے مین جب حرص ولالچ بڑھ جائے اور اپنے ظاہری نفع کے لئے انسان حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتا پھر اخلاقی اقدار اور انسانی روایات اس کے سامنے کوئی اہمیت اور وقعت نہیں رکھتی بس اس کا مطمع نظر مال کمانا ہوتا ہے۔اس لئے اسلام نے معاشرتی جامع اصول وضع کیا ہے کہ :

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ "[83]۔

"اے ایمان والو تم آپس مین ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے نہ کھاو"۔

قرآن پاک میں ناپ تول میں کمی بیشی کے زریعے دھوکہ سے مال بٹورنے یا وزن میں گڑبڑ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ناپ تول کو پورا ناپا کرو۔ارشاد خداوندہے:

"فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ"[84]۔"ناپ تول پورے پورے کیا کرو اور لوگون کو ان کی چیزیں کم کرکے نہ دیا کرو"۔

ناپ تول میں کمی کرنے والے لوگوں کے متعلق وعید بھی قرآن مجید میں ذکر کی گئی ہے۔ارشادربانی ہے:

"وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ- الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ- وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ"[85]۔

"خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں جب وہ خود لوگوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں اور جب لوگون کو ناپ تول کردیتے ہیں تو کم کرکے دیتے ہیں"۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ :"من غش فليس منا"[86]۔" جس نے دھوکہ کیا وہ میرے طریقے پر نہیں ہے"۔

خلاصہ کلام

اسلام نے ہمین جن اخلاقی اقدار کو اپنانے کا حکم دیا ہے ہم ان سے کوسوں دور ہیں آج عالمی تجارت کے میدان میں ہم مسلمانوں کا کردار وہ نہیں رہا جو کردار قرون اولی کے مسلمانوں کا تھا جن کے اخلاق وکردار کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہوتے تھے۔

خوف خدا وہ بنیادی تصور ہے جو انسان کو انفرادی اور اجتماعی معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے، اور یہ اصل جڑ ہے جو انسان کو نیکی کو اختیار کرنے اور برائی کو ترک کرنے اور معاشرے کے لوگوں کے حقوق ادا کرنے پر انسان کو آمادہ کرتا ہے، اور معاشرتی ذمہ داریاں جتنی بھی ہیں وہ اللہ کے خوف سے ہی ادا ہو سکتے ہیں، نہ تو پولیس نہ کوئی قانون اور نہ ہی کوئی اور طاقت لوگوں کو معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مجبور کرسکتا ہے۔اس لئے اللہ پاک نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے۔ایک حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے "خَشْيَةِ اللهِ فِي السِّرِّ والعلانية"[87]۔"کہ میں خدا سے ظاہر اور باطن میں ڈروں"۔

خدا کا خوف پیدا کرنے میں اہم کردار فکر آخرت کا ہے، جب انسان کی دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ مجھے اپنے اچھے اور برے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہے اور ایک دن خدا کی سامنے حاضر ہونا ہے، اور وہاں مجھے اچھے اور برے عمل کی جزا اور سزا ملے گی، تو انسان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، انسان پھر معاشرتی وسماجی ذمہ داریوں کو ادا

کرنے دیر نہیں کرتا، آج انسانی معاشرہ جن معاشرتی مسائل کا شکار ہے اس کی ایک بڑی وجہ معاشرے میں خداخوفی اور فکر آخرت کا تصور نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے ہم نے اس عارضی اور فانی دنیا کو اپنا مقصد بنالیا ہے، اور آخرت کی ہمیشہ نہ ختم ہونے والی ازلی زندگی کے تصور کو بلکل بھلادیا ہے، جس کی وجہ سے آج پوراانسانی معاشرہ مسائل کی لپیٹ میں آچکا ہے، اس معاشرے میں امن وسکون ترقی وخوشحالی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ معاشرے میں فکر آخرت کا تصور جو اسلام نے دیا ہے اس کو تازہ کیا جائے، اور انسان کے خالق اور مالک کو جس نے معاشرہ کو وجود بخشا ہے اس کی ذات کے سامنے جوابدہ ہونے کا خیال بار بار دہرایا جائے۔

تجاویز

- دورِ حاضر کا تقاضا ہے کہ معاشرتی امن، بقا، سلامتی، مساوات، رواداری، باہمی تعاون، انسانی احساسات کے احترام کے لیے معاشرتی ذمہ داریوں سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔
- ہمارے اکابر، علماء اساتذہ، دانشوروں ادیبوں سیاسی سماجی رہنمائوں سب کا فرض بنتا ہے کہ نئی نسل کو معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں تاکہ نوجوان نسل اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو۔
- ایسا تعلیمی نصاب مرتب کیا جائے جو نوجوان نسل کے اندر معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے کا جذبہ پیدا کرے۔
- سوشل میڈیا کو تعمیری اور اصلاحی وتربیتی کام کے لیے استعمال کیا جائے تاکہ معاشرتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ پاکیزہ خیالات، سچائی اور نیکی کے جذبات کو پروان چڑھایا جائے۔
- لوگوں کو معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے مسجد منبر ومحراب مدارس، اسکول وکالج اور یونیورسٹی کو استعمال کیا جائے۔ قومی سطح پر معاشرتی ذمہ داریوں کے حوالے سے مختلف سیمینارز، مضمون نویسی اور لیکچرز کا اہتمام کیا جائے۔
- اظہار آزادی اور آزادی صحافت کے نام پر جس طرح ٹی وی چینلز پر معاشرتی ذمہ داریوں اور اخلاقیات کو پامال کیا جارہا ہے اس کو فورا بند کیا جائے تاکہ ہمارا نوجوان بے راہ روی سے بچ جائے۔

معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائگی کے لیے مثبت حکمت عملی بنانی کی ضرورت ہے۔ جس کے نتیجے میں افراد کی جان مال عزت آبرو کی تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

حوالہ جات:

1۔آفریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، المنجد (عربی۔اردو) خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور صفہ 1113

Afreeqi, Ibn e Manzoor, Muhammad bin Mukkaram, Al Munjid, (Arabic/Urdu), Khazeenat Ilm wa adab, Lahore, Page 1113.

2 ۔چیئرمین جسٹس ایس اے رحمان، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج ۲، ص 1582، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی/فیروز سنز، اردو انسائیکلوپیڈیا، ص 1332، لاہور 2005ء

Chairman Justice S.A.Rehman, Urdu Jamiu Encyclopedia, Shaikh Ghulam Ali & Sons, Karchi, 2005A.D, Volume 2, Page No: 1582

3 ۔الحجرات:49 آیت 13

Al-Hujrat-49: 13

4 ۔الزخرف:43 آیت 32

Al-Zukhraff-43: 32

5۔الترمذي محمد بن عیسی''الجامع سنن الترمذي''الناشر دار احیاء التراث العربي بیروت کتاب الفتن باب ماجاء في لزوم الجماعۃ رقم حدیث 2166

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:2166

6۔ أحمد بن حنبل ،،مسند أحمد بن حنبل ''الناشر مؤسسة قرطبة القاهرة. جزء4رقم حديث18472

Ahmed bin Hanbal,Imam, Musnad Ahmed bin Hanbal, Vol:4, Hadith NO:18472

7 ۔ابن خلدون عبد الرحمن بن خلدون ،،تاریخ ابن خلدون '' جزء1 صفحہ192

Ibn e Khaldoon, Abdul Rehman , History Ibn e Khaldoon, Vol:1, Page No: 192

8 ۔ النيسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم ،،الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ''الناشر دار الجيل بيروت. كتاب البر والصلة والآداب باب فَضْلِ إِزَالَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ. رقم حديث **6837**

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6837

9۔آل عمران:3آیت164

Aal e Imran-3: 164

10۔الاعلیٰ:87آیت09

Al-Aala-87:09

11۔النيسابوري مسلم بن الحجاج ،، صحيح مسلم ''كتاب الصيد والذبائح باب الأَمْرِ بِإِحْسَانِ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ وَتَحْدِيدِ الشَّفْرَةِ. رقم حديث 5167

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No: 5167

12۔التميمي أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى ،،مسند أبي يعلى ''الناشر دار المأمون للتراث دمشق الطبعة الأولى،1404-1984 مسند عبد الله بن مسعود رقم حديث5271

Al Tameemi Ahmed bin Ali Bin Al musna Abu Yala, Musnad Abi Yala, Publisher:Al Mamoon liltarath Damascus, Published in 1404AH, 1984AD, Hadith No:5271

13 ۔أحمد بن حنبل ،،مسند أحمد بن حنبل '' جزء 5رقم حديث 22809

Ahmed bin Hanbal,Imam, Musnad Ahmed bin Hanbal, Vol:5, Hadith NO:22809

14 ۔ تحریم:66آیت6

Al Tahreem-66:06

15 ۔السجستاني أبو داود سليمان بن الأشعث ،،سنن أبي داود '' دار الكتاب العربي-بيروت. كتاب الفرائض باب مَا يَلْزَمُ الإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ. رقم حديث **2930**

Al Sijstani, Abu Dawood Suleman bi Ashas, Sunan Ibn e Dawood, Hadith 2930

16 ۔ مفتی محمد شفیع معارف القرآن ادارہ معارف کراچی 2008 جلد سوم صفحہ: **484**

Muhammad Shafi Mufti, Maarif al Quran, idarah Maarif Karachi, 2008, Vol:3, Page:484

17۔السجستاني أبو داود سليمان بن الأشعث ،،سنن أبي داود ''كتاب الأدب باب مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ. رقم حديث5219

Al Sijstani, Abu Dawood Suleman bi Ashas, Sunan Ibn e Dawood, Hadith 5219

18 ۔النيسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم ،، صحيح مسلم ''كتاب الفضائل باب فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضى الله عنهما. رقم حديث6410

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6410

19 ۔الترمذي محمد بن عيسى ،،سنن الترمذي ،، كتاب المناقب باب فضل أزواج النبي صلى الله عليه وسلم رقم حديث **3895**

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No: 3895

20 ۔بنی اسرائیل:17آیت23

Bani Israil-17: 23

21 ۔ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد''سنن ابن ماجة'' الناشر مكتبة أبي المعاطي. كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ رقم حديث3662

Ibn e Majah , Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed, Sunan Ibn e Majah, Hadith No:3662

22۔الترمذي محمد بن عيسى''سنن الترمذي''كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين رقم حديث1899

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No: 1899

23 ۔النساء:4آیت1

Al-Nisa.4:01

24۔البخاري محمد بن إسماعيل ''الجامع الصحيح المختصر''الناشر دار ابن كثير اليمامة بيروت الطبعة الثالثة، 1987كتاب الأدب باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم رقم حديث5639

Bukhari, Muhammad bin Islamil, Abu Abdullah, Al- jamiu Al-Sahih, Hadith No: 5639

25 ۔ایضا کتاب الأدب باب إثم القاطع رقم حديث5638

Bukhari, Muhammad bin Islamil, Abu Abdullah, Al- jamiu Al-Sahih, Hadith No:5638

26 ۔ النساء:4آیت 36

Al-Nisa_4:36

27۔ النيسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم'' صحيح مسلم ''كتاب البر والصلة والآدب باب الوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالإِحْسَانِ إِلَيْهِ. رقم حديث6852

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6852

28۔الترمذي محمد بن عيسى أبو عيسى''سنن الترمذي''كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما جاء في حق الجوار رقم حديث1944

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:1944

29۔المائدہ: 5آیت32

Al Miadah-5:32

30۔النساء:4آیت93

Al-Nisa.4:93

31۔النيسابوري مسلم بن الحجاج'' صحيح مسلم ''كتاب القسامة باب تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالأَعْرَاضِ وَالأَمْوَالِ. رقم حديث4477

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:4477

32۔النساء:4 آیت 5تا6

Al-Nisa-4: Verse No: 4 to 5.

33 ۔الماعون:107آیت2-**1**

Al-Maoon-107: 1 & 2.

34۔النيسابوري مسلم بن الحجاج'' صحيح مسلم ''كتاب الزهد والرقائق باب الإِحْسَانِ إِلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ. رقم حديث **7660**

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:7660

35۔ ایضا کتاب الزهد والرقائق باب الإِحْسَانِ إِلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ. رقم حديث7659

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:7659

36. النسائیؔ أحمد بن شعیب أبو عبدالرحمن ،،سنن النسائیؔ ’’الناشر: مکتب المطبوعات الإسلامیة حلب الطبعة الثانیة، 1406-1986 کتاب الجمعة باب ما یستحب من تقصیر الخطبة رقم حدیث **1397**

Al Nasai, Ahmed bin Shuaib, Abu Abdul Rehman, Sunan Nasai, Hadith NO: 1397.

37۔الذاریات:51آیت19

Al Zaaryat-51:19

38۔الضحیٰ 10 :آیت93

Al Zuhaa-10:93

39. النیسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم ،، صحیح مسلم ’’کتاب الذکر والدعاء والتوبة، باب فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ. رقم حدیث **7028**

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:7028

40۔ابن ماجة أبو عبدالله محمد بن یزید ،،سنن ابن ماجة ’’جلد اول بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ رقم حدیث 224

Ibn e Majah , Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed, Sunan Ibn e Majah, Hadith No: 224

41 ۔العنکبوت۔29:آیت **46**

Al Ankaboot-29:46

42 ۔الممتحنة:60 آیت08

Al Mumtahna-60:08

43۔النسائیؔ أحمد بن شعیب ،،سنن النسائیؔ ’’ کتاب القسامة باب تعظیم قتل المعاهد رقم حدیث 4748

Al Nasai, Ahmed bin Shuaib, Abu Abdul Rehman, Sunan Nasai, Hadith NO: 4748

44.النیسابوري مسلم بن الحجاج ،، صحیح مسلم ’’کِتَابِ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب فَضْلِ إِزَالَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ رقم حدیث **4743**

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:4743

45.الترمذي محمد بن عیسی ،،سنن الترمذي ’’کتاب البر والصلة باب ما جاء في صنائع المعروف رقم حدیث **1956**

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:1956

46۔ الحجر:15آیت22

Al-Hijr-15:22

47. البقرة: 2آیت **60**

Al-Baqrah-2:60

48. النساء4آیت59

Al-Nisa-4:59

49۔آل عمران: 3آیت110

Aal-Imran-3:110

50۔التوبة:9آیت **71**

Al-Taubah-9:71

51۔الترمذي محمد بن عیسی ،،سنن الترمذي ''کتاب الفتن عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم باب ماجاء في تغییر المنکر بالید أو باللسان أو بالقلب رقم حدیث **2172**

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:2172

52۔الحشر:59آیت **9**

Al Hashar-59:9

53۔النیسابوري مسلم بن الحجاج،، صحیح مسلم ''کتاب البر والصلة والآدب باب تَرَاحُمِ الْمُؤمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ. رقم حدیث6750

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6750

54۔النساء:4 آیت87

Al-Nisa-4:87

55۔سورۃالتوبہ:9آیت119

Al-Taubah-9:119

56۔النیسابوري مسلم بن الحجاج،، صحیح مسلم ''کتاب البر والصلة والآدب باب قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ۔رقم حدیث **6804**

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6804

57۔الانفال:8آیت27

Al-Anfaal-8:27

58 ۔آزاداحمدابوالکلام ترجمان القرآن مدینہ برقی پریس1936صفہ-60

Aazad Abu al Kalam, Tarjmaan ul Quran, Madina post Press 1936, Page No:60

59۔البخاری محمد بن إسماعیل،، فتح الباري ''الناشر دارالشعب القاهرة الطبعة:الأولی،1987کتَاب بَدْءِ الوَحِيِ باب مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الوَعْدِ.رقم حدیث2682

Asqlaani, ibn e Hajar, Ahmed Bin Ali, Fath al Baari Sharah Sahih Bukhari, Hadith No:2682

60 ۔الاعراف:7آیت **162**

Al-Aaraf-07: 162

61۔النسائي أحمد بن شعیب،،سنن النسائي:المجتبی من السنن ''کتاب البیعة باب النصیحة للإمام رقم حدیث4198

Al Nasai, Ahmed bin Shuaib, Abu Abdul Rehman, Sunan Nasai, Hadith NO:4198

62 ۔المائدہ:5آیت1

Al-Maedah-5:01

63 ۔الاسریٰ:17آیت34

Al-Isra-17:34

64 ۔السیوطي جلال الدین،،الخصائص الکبری ''دارالنشر دارالکتب العلمیة بیروت 1405ھذکرالمعجزات التي وقعت عند انفاد کتبہ صلی الله علیہ وسلم إلی الملوک **جزء 2 صفہ 4**

Al Suyooti Jalal ul Din, AlKhasaes al Kubra, Published:1405AH,Vol:2, Page No:4

65۔النحل:16آیت90

Al Nahal-16:90

66۔الترمذي محمد بن عیسی،،سنن الترمذي ''کتاب البر والصلة باب مَا جَاءَ فِي إِجْلَالِ الْكَبِيرِ رقم حدیث2154

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:2154

67۔التمیمي أحمد بن علي،،مسند أبي یعلی ''الناشر دارالمأمون للتراث دمشق الطبعة الأولی،1984 باب أبو عمران الجوني عن أنس رقم حدیث **4242**

Al Tameemi Ahmed bin Ali Bin Al musna Abu Yala, Musnad Abi Yala, Publisher:Al Mamoon liltarath Damascus, Published in 1404AH, 1984AD, Hadith No:4242

68۔الحشر:59آیت7

Al-Hashar-59:07

69۔الزمر:39آیت3

Al-Zamur-39:03

70 ۔الصنعاني أبو بكر عبدالرزاق بن همام ”مصنف عبدالرزاق“ الناشر المكتب الإسلامي بيروت الطبعة الثانية، كتاب الجامع للإمام معمر بن راشد الأزدي باب القدر رقم حديث 20076

Al Sanani Abu Bakar Abdul Razaque Bin Hamam, Mussanif Abdul Razaque, Publisher :al Maktab Al slami Berut, 3rd Edition, Hadith No:20076

71۔ال عمران:3آیت120

Aal-Imran-3:120.

72۔النيسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم، صحيح مسلم ”كتاب البر والصلة والآدب باب النَّهْيِ عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّدَابُرِ رقم حديث6690

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6690

73۔ایضا کتاب البر والصلة والآدب باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ. رقم حدیث6741

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6741

74۔سورۃ الحجرات:49آیت12

Al-Hujraat-49:12

75 ۔النيسابوري مسلم بن الحجاج بن مسلم، صحيح مسلم ”كتاب البر والصلة والآدب باب تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ. رقم حديث 6785

Al Neshaburi, Muslim bin Hajjaj, Abu al Hussain, Al Jamiu Sahih Muslim, Hadith No:6785

76.ال عمران:3آیت 134

Aal-Imran-3:1

77۔الشوری:42آیت 37

Al-Shoora-42:37

78۔السجستاني أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود ”كتاب الأدب باب مَنْ كَظَمَ غَيْظًا رقم حديث 4781

Al Sijstani, Abu Dawood Suleman bi Ashas, Sunan Ibn e Dawood, Hadith:4781

79۔التوبہ:9آیت34

Al-Taubah-9:34

80 ۔سورۃ النساء:4آیت37

Al-Nisa-4:37

81۔سورۃ التغابن:64آیت 16

Al-Taghabin-64:16

82۔الترمذي محمد بن عيسى، سنن الترمذي ”كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما جاء في السخاء رقم حديث1961

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No:1961

83۔ سورۃ البقرہ:2آیت88

Al-Baqrah-2:88

84۔ سورۃ الاعراف:7آیت58

Al-airaaf-7:58

85۔ سورۃ المطففین:183آیتتا 3

Al-Mutafafeen-83, Verse No:1to 3

86۔ الترمذي محمد بن عیسی‘‘سنن الترمذي’’کتاب البیوع باب ماجاء في کراهیۃ الغش في البیوع رقم حدیث1315

Tirmzi, Abu-Essa, Muhammad bin Essa, Al-jamiu Sunan Tirmzi, Hadith No: 1315

87۔ ابن الأثیر مجد الدین أبو السعادات‘‘جامع الأصول في أحادیث الرسول’’الناشر: مكتبۃ الحلواني1969م کتاب اللواحق. الفصل الأول: في أحادیث مشترکۃ بین آداب النفس رقم حدیث9317

Ibn al Atheer, mujad ud din, jamiu al usool fee Ahadith Rasool, Hadith No:9317